

حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق *
ضبط و ترتیب: حافظ سلمان الحق

توبہ ایمان اور عمل صالح

مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق برد اللہ مفسر یعنی دارالعلوم قدیم جسکے منبر و محراب سے چالیس سال تک انہوں نے ایمان و معرفت کی شعاعیں بلند کیں انکے آخری ایام سے لیکر اب تک جمعہ کے خطبہ و عظ کا فریضہ شیخ الحدیث مولانا انوار الحق ادا کر رہے ہیں۔ ان خطبات کی جھلک ماہنامہ الحق کے شماروں میں انشاء اللہ مسلسل حاضرین کی خدمت میں پیش کی جائیگی (ادارہ)

نحمد و نصلی علی رسول الکریم اما بعد فقد قال اللہ عزوجل الامن
تاب و آمن و عمل عملاً صالحاً فاُولئک یدل اللہ سیاً تهم حسنات و کان اللہ
غفوراً رحیماً ومن تاب و عمل صالحاً فانه یتوب الہ اللہ متاباً۔

دونوں آیات میں تین امور پر اللہ جل مجدہ زور فرما رہے ہیں سب سے پہلے توبہ دوسرے مرتبہ میں ایمان اور تیسرے درجہ عمل صالح کا ہے۔ توبہ کے معنی گناہوں سے باز رہنے کے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ کئے گئے گناہوں پر شرمندہ ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا صحیح اور قلب سے عزم بھی کرنا ہے۔
دنیا دار الالبلاء ہے:

انسان اس دار فانی میں مختلف قسم کے مصائب و امراض میں گھرا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ دنیا ہے ہی دار الالبلاء جس کے ازالہ و حصول راحت کے لئے شبانہ روز انسان مصروفِ عمل و پریشان رہتا ہے۔ ہمارے سامنے جب بیماری کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہمارے اذہان صرف جسمانی امراض جیسے پیٹ کا درد سر کی تکلیف وغیرہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ یہ تکالیف بھی باعثِ اذیت ہوتے ہیں۔ لیکن پہلے تو ان امراض کا وجود عارضی ہوتا ہے ایک خاص وقت و دوا کے استعمال سے افاتہ بلکہ ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور اگر کبھی کبھار بیماری دائمی لا علاج ہو تو بھی موت کیساتھ ہی اس

اذیت اور بیماری کے اثر کا اختتام ہو جاتا ہے۔

روحانی بیماری اور اس کا علاج:

اصل بیماری جو کہ دائمی اور ہمیشہ کیلئے نہ جدا ہونے والی ہے جس کے ہوتے ہوئے راحت و سکون کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک صالح و نیک سیرت مسلمان کیلئے اس کا تصور بھی کسی بدترین اذیت سے کم نہیں اور وہ روحانی بیماری معصیت یعنی گناہ ہے جس میں صبح و شام سر تا پا ڈوبے ہوئے ہیں اور کسی لمحے یہ بھی احساس نہیں ہوا کہ ہم اتنے مہلک مرض میں مبتلا ہیں اور اس کے ازالہ کیلئے بھی کسی مصلح و مرشد سے دوا و علاج تجویز کروا کے اس پر عمل بھی کرنا ہے۔

اس کے مقابلہ میں معمولی سی جسمانی بیماری اگر رات کو لاحق ہو جائے تو تمام رات کرب و بے چینی میں گزار کر صبح کے انتظار میں مضطرب رہتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی کسی ماہر معالج کے پاس پہنچ کر دوا حاصل کر لیں اور اس عارضی و کم تکلیف دہ مرض سے جتنا جلد ہو سکے نجات حاصل کر لی جائے اور نہ ختم ہونے والی تکلیف دہ بیماری منکرات و معاصی سے نجات کی طرف توجہ ہی نہیں۔

انسان کے بدن پر بیماری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کا جسم و اعضاء اپنے اعتدال والے حالت پر باقی نہیں رہتے مثلاً بخار ہو تو بدن معمول کی حالت سے زیادہ گرم ہو جاتا ہے اعضاء پر کچکی طاری ہو جاتی ہے۔ جسم ٹوٹتا ہے طبیعت میں سستی کا احساس ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہے تو صحت کے وقت اس سے جو کام لیا جاتا ہے اس کے ادا نیگی میں دقت اور رکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

اہل بصیرت کے لئے درس عبرت:

اگر صاحب بصیرت مسلمان غور کرے تو گناہوں کے امراض کا مضر اثر روح و باطن پر وارد ہونے کے ساتھ ظاہری بدن پر بھی رونما ہوتا ہے۔ ایک پانچ وقت کے پابند نمازی سے ایک وقت کی نماز بھی بلا عدل شرعی فوت ہو جائے تو روحانی کوفت کے ساتھ ساتھ جسمانی سستی و توڑ پھوڑ کا جو احساس اسے ہوتا ہے وہ ظاہری مرض میں مبتلا مریض کی سستی و ناتجارتی سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ایک پابند صوم و صلوة کے بدن کی ظاہری چستی و تندرستی بھی عبادت کی قوت اور معاصی سے اجتناب کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ اعلیٰ و قیمتی غذاؤں و ادویات کے استعمال سے۔

صحابہؓ کی تاریخ و واقعات گواہ ہیں کہ کئی کئی دن فاقہ کے باوجود اگر سخت ترین معرکہ و جہاد کا موقع بھی آ جاتا تو انتہائی قوت و پھرتی کے ساتھ ہر قسم کی سختی سے نمٹنے کیلئے تیار ہوتے، غذا کی قلت بلکہ نایابی کا انکے اعضاء و بدن پر بہت کم اثر ہوتا۔ جب خندق ہی کو لیجئے، کئی دن پیٹ پر پتھر باندھ کر بھوک و پیاس سے بے نیاز خندق کی کھدائی کے قوت طلب کام میں مصروف رہے اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ مادی غذاؤں کی بجائے اعمال صالح و عبادت یعنی روحانی خوراکوں پر اعتماد کئے ہوئے تھے جنکی وجہ سے نہ صرف ان کا دل و دماغ، ایمانی و نورانی قوت و طاقت سے لبریز تھا بلکہ

انہی کی برکت سے ابدان بھی ہر قسم کے مصائب و مشکلات کے مقابلہ کیلئے ہر وقت مستعد رہتے اور پھر بدروشن جیسے صبر آزمائیتوں میں ہر صحابی نے اپنے سے کئی گنا زیادہ طاہری موئے نازے منکر خدا کو چاروں شانوں چت کر دیا۔
گناہ کے علاج:

آج ہمارے ساتھ صبح و شام خوارک کی فکر ہے۔ رات کو کھا کر صبح کی صبح کو پیٹ بھر کر پھر دوپہر کی اس کے بعد عشاء۔ عمر صرف خوارک و طعام کی طلب اور حصول کی غور و فکر میں ختم ہو گئی جب کہ صحابہ کرامؓ کو اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، آخرت کی فکر ہوتی اور اگر کھانے کی کوئی چیز مل بھی جاتی تو اس نیت سے تناول کرتے کہ اس سے بدن میں قوت پیدا ہو کر اس قوت کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات و اعمال طیبہ میں صرف کر دیں۔

بہر حال گناہ جو کہ ایک انتہائی مضر بیماری ہے کے علاج کا ذکر حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اگرچہ بیماری بڑی مہلک مگر دوا انتہائی سستی۔ یہ اللہ کی شان رحیمانہ و کریمانہ ہے ورنہ قانون دنیا تو یہ ہے کہ بیماری جس قدر تباہ کن ہو اس کی دوائی اسی مقدار سے مہنگی۔ بلکہ ملکی معالجوں اور دواؤں سے مایوس ہو کر امریکہ و برطانیہ کے ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے۔ اللہ کے ہاں معاملہ برعکس ہے کہ بیماری تو ایسی ہے کہ سید الکائناتؑ کے ارشاد کا مفہوم ہے جب ایک انسان گناہ کرے اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ یا داغ بن جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے داغ دل پر قائم رہتا ہے۔ مزید گناہ کرتے کرتے دل گناہوں کے سیاہ داغوں کے غلاف میں ڈھک کر ظلمت اور تاریکی کا شکار ہو جاتا ہے پھر صم، بکم، عمی، کا مصداق بن کر نہ حق سنتا ہے نہ حق سناتا ہے اور نہ حق دیکھتا ہے اگر وعظ و مصلح اس کے سامنے ہزار وعظ و نصائح بیان کرے اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا وجہ یہ کہ گناہ ہوتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نسخہ ”توبہ“ پر صدق دل سے عمل کر جاتا تو یہ نہ حالت ہوتی اور نہ اس قدر گناہوں کے دلدل میں غرق ہوتا۔

فضیلت توبہ:

قرآن وحدیث توبہ کی اہمیت و فضیلت سے بھرے پڑے ہیں۔ ارشاد بانی ہے:

توبوا الہ اللہ جمعياً ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون۔ (سورہ نور رکوع ۴)
”جو خدا کو راضی کرنا چاہے کثرت سے اپنے ماضی سے توبہ کر کے مغفرت کا طلب گار بنے خود ارحم الراحمین اپنے عباد کو توبہ کی طرف رغبت دلانے کے لئے فرماتے ہیں۔“

هو الذی یقبل التوبۃ عن عباده ویعفو عن المصیئات ویعلم ما تفعلون۔
”اللہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کر کے اس کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم

کر رہے ہو وہ سب جانتا ہے۔“

ان الله غفور الرحيم (سورہ مائدہ رکوع ۵)

”جس نے اپنے آپ پر زیادتی کرنے کے بعد توبہ کر لی اور آئندہ کیلئے اپنے آپ کو درست کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا کیونکہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ کئی آیات میں مومنوں کے ساتھ کفار اور مشرکوں کو بھی اپنے اعمال بد اور مشرکانہ عقائد سے توبہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور توبہ کے بعد پھر جنت النعیم اور جنت الخلد کی بشارت کے ساتھ پچھلے گناہوں کی معافی کا اعلان بھی کیا گیا۔ ارشاد باری ہے:

قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم وانيبوا الي ربكم واسلموا له من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لاتنصروا (سورہ الزم)

”اے پیغمبر لوگوں کو کہہ دو میرے جانب سے کہ اے میرے بندو جن لوگوں نے اپنی جانوں پر گناہوں کی شکل میں زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ واقعہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے تم اپنے پروردگار کی طرف جھک جاؤ اور اس کا احکامات کی بجا آوری میں مصروف رہو اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے پھر تمہارا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔“

مرشد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ

کل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون۔ (ترمذی ابن ماجہ) ”ہر شخص قصور وار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہے جو اپنی خطا کی معافی مانگے۔“

من سعادت المرء ان يطول الله عمره ويرزقه الانابة (الحاکم)

”انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو (انابت اے اللہ) یعنی توبہ اور اخلاص عمل کی توفیق سے اللہ نوازے۔“

آنحضرت صلعم کے نام والقباب قرآن مجید میں بہت مذکور ہیں کچھ کتب سابقہ میں پائے جاتے ہیں بعض کا ذکر انبیاء علیہم السلام کی زبان سے ہوا اور کچھ حضور کی اپنی زبانی امت کو پہنچنے ان میں سے ایک نام النبی التوبہ ہے جس کا ذکر خود آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

عن ابی موسی الاشعری قال کان رسول الله صلعم یسمى لنا نفسه اسماء فقال انا مجملو و احمدو والمقفی والحاشرو نبی التوبه و

”حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ہمارے سامنے اپنی ذات مبارک کے متعدد نام بیان فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا میں ”احمد ہوں میں ”محمد“ ہوں میں ”مقش“ ہوں میں ”حاشر“ ہوں میں توبہ کا نبی ہوں اور میں رحمت کا نبی ہوں۔“

محسن انسانیت نبی التوبہ تھے۔

توبہ کا نبی۔ نبی التوبہ کی وجہ تسمیہ علماء نے یہ بیان کی کہ آپ چونکہ توبہ و استغفار بہت کرتے تھے اور رجوع الی اللہ آپ کی زندگی کا بنیادی مقصد تھا اس لئے اسم ہی نبی التوبہ ہوا۔ یا آپ بھی کی ذات کی برکت ہیکہ آپ کے امتی اگر صدق دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی زبانی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور ارم سابقہ کے لوگ اپنے جرائم اور گناہوں کی پاداش میں اس وقت تک قابل معافی قرار نہیں پاتے تھے جب تک ان کے قصور اور جرم کی سزا قتل یا دوسری سزاؤں کی شکل میں ان کو نہ مل جاتی تھی۔

محسن انسانیت صلعم جن کو حیات طیبہ ہی میں مغفرت و بخشش کا مشرودہ سنایا گیا رب ذوالجلال کے نزدیک بندہ کے محبوب عمل توبہ پر بکثرت کار بند رہے فرماتے ہیں۔

عن الاغر المزنی قال قال رسول الله صلعم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني توب اليه في اليوم مائة مرة (رواه مسلم)

”اغرمزنی سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے لوگوں اللہ سے مغفرت طلب کرو کیونکہ میں خود بھی روزانہ ایک سو بار مغفرت سے کا طلبگار ہوتا ہوں۔“

سومرتبہ کا مطلب یہ نہیں کہ سو سے زیادہ دفعہ توبہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس سے مراد کثرت ہے کہ اللہ بندہ کی توبہ جو اس کے بغض و انکساری پر دلالت کرے پر خوش ہوتا ہے جتنا زیادہ ہو سکے رجوع الی اللہ کر کے اپنے گناہوں پر تادم و شرمسار ہونا چاہیے۔

اجماع امت ہے کہ تمام انبیاء بشمول سید الرسلؐ گناہوں سے پاک اور معصومین ہیں تو دن رات میں حضورؐ کا سینکڑوں بار توبہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی عبدیت و ذکر الہی کی شان یہ تھی کہ ہر آن اللہ کی یاد میں منہمک رہتے کوئی لمحہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہتے اور اگر کبھی کبھی بد تقاضائے بشریت غفلت ہو جاتی اسے بھی گناہ سمجھ کر توبہ و استغفار کرتے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلعم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربها تاب الله عليه۔ (رواه مسلم)

”حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص منہمک رہے کہ اللہ کی طرف سے آفتاب نکلنے سے پہلے

توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔“

توبہ سے نہ صرف روحانی امراض سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے بلکہ دنیوی لحاظ سے آج ہمارے جتنے

مصائب و پریشانیاں ہیں۔ مہنگائی کا دور دورہ ہے۔

زوال امت کا سد باب:

نئے نئے آفات، امراض، وباؤں کا دور دورہ ہے۔ آسمان سے بارشوں کا وقت پر نزول بند ہو چکا ہے۔ پورے دنیا پر نظر دوڑائیں خواہ فلسطین و کشمیر ہو یا افغانستان و افریقہ۔ ہر جگہ مسلم امت یہود و ہنود و کفار کے مظالم کی چکی تلے پس رہے ہیں۔ اپنے ہی اسلامی ملکوں میں حاکموں کے رویہ سے رعایا نالان، ظالم و بے دین ارباب اقتدار مسلط ہیں۔ باپ بیٹے کا دشمن، بیٹا باپ کا، ماں بیٹی سے بیزار، بیٹی ماں سے گریزاں، گھر گھر افتراق و انتشار، مرغ و پرندے کی ہلاکت پر اظہارِ اندامت و افسوس کیا جاتا ہے مگر مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا، بے گناہ کے خون بہانے پر افسوس و ملامت کرنے والا ناپید غرض دینی انحطاط اخلاقی بے راہ روی معاشرتی زوال، اقتصادی تباہی ان تمام مصائب کی وجہ ہمارے اعمالِ بد اور گناہ ہیں اس کا ذکر معتم ازی نے بھی فرمایا ہے ما اصحابکم من مصیۃ فمما کسبت ایدکم اور ان ساری پستیوں سے نکل کر ایک بار پھر امت مسلمہ پورے عالم میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح قابلِ تقلید قوم بن کر پوری دنیا کی قیادت و امارت کی اہل بن سکتی ہے اگر صدقِ دل سے اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہو کر انابت الی اللہ کے نسخہ پر کاربند ہو جائے۔

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو ان کی تمام مشکلات کا حل توبہ اور گناہوں کا بخشوانا ہی قرار دیا۔ منعم حقیقی کے الفاظ میں نوحؑ کا فرمان سورہ نوح میں مذکور ہے کہ

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَیْكُمْ مَدَدًا مِّنْ سَحَابٍ فَاِذَا هُم مِّنْهَا یَسْقَوْنَ یَصْلَوْنَ عَلَیْهَا فَاِذَا هُم مِّنْهَا یَسْقَوْنَ یَصْلَوْنَ عَلَیْهَا فَاِذَا هُم مِّنْهَا یَسْقَوْنَ یَصْلَوْنَ عَلَیْهَا

باموال و بنین و یجعل لکم جنات و یجعل لکم انهارا۔

”چنانچہ میں (نوح) نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ معاف کراؤ وہ بے شک بڑا معافی دینے والا ہے تم پر بارش نازل فرمائے گا بہت زیادہ تمہارے مال و اولاد میں ترقی دے گا تمہارے لئے باغ اگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔“

تو گویا توبہ و استغفار ہی میں ہمارے باطنی و ظاہری بیماریوں و مشکلات کا حل مضمر ہے۔

اللہ جل جلالہ ہم سب کو سچا و پکا امت محمدی کا پیروکار بنا کر چھوٹے اور بڑے گناہوں سے بچنے اور معاصی پر

شرسار و نادم ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔